RESEARCH REVIEW OF BINT SHATAI'S BOOK ARDUL-MUJIZAT

بنت شاطئ کی کتاب ارض المعجزات کا تحقیقی جائزہ

Sumiya Inayat, Ph.D. Scholar, Dept. of Seerat studies, University of Peshawar.
Email: 123sumiyainayat@gmail.com
Dr. Musarat Jamal, Professor, Department of Arabic, University of Peshawar.

ABSTARCT

Binte Shat'e (1913-1998) is a well known name of Egypt. Her full name is Ayesha Binte Abdur Rahman. She is famous in Egypt for her writing. Her writing name is Binte Shat'e. Her grandfather was a professor in Al-Azhar University and that is why she was keen of being a professor. She achieved this target by getting her degrees in Arabic Language and Literature and achieved a number of awards in the field of research speciallay Shah Faisal international award for Arabic Literature. She wrote for many newspaper and journals of Egypt. Most of her books are about Ahle-Bait, the family of the Holy Prophet (SAW). She wrote "The mother of the Prophet: Aamina Binte Wahab", "The Wives of the Prophet", "The Daughters of the Prophet and Al-Sayeda Zainab Binte Ali (RA). Her other books are A'ijaz ul Bayani, Tafseer ul Bayani, Ma'al Mustafa and Arzul M'ujizaat. The last mentioned book discusses the travelling she made to Saudi Arabi. She discusses at various places the history of the places she visits. She has depicted the history of the Old House (Ka'aba) and how it was constructed by the forefathers of Arabs: Hazrat Ibrahim and Ismail (AS). Binte Shat'e is a scholar of the Qurn & Hadith and that is why she mentions many verses of the Holy Quran and Ahadith at different spots of the book. She also mentions the verses of the different Arab poets and the Headings she puts in the books are very much modern in wording and style. This research papers present a view of the book Al-Sayeda Zainab written by Binte Shat'e.

KEYWORDS: *Ayesha Binte Shat'e, Egyption writer, first female Professor of Al-Azhar, Ardul Mujizat.*

کتاب کا تعارف: بنت شاطئ(1998-1913ء) کا پورا نام عائشہ بنت عبد الرحمٰن ہے۔ آپ کا علمی نام بنتِ شاطئ ہے۔ مصر کی مشہور عالمہ، پروفیسر، مصنفہ، صحافیہ، ادیبہ اور شاعرہ ہیں۔ آپ کے دادا جامعہ الازہر کے پروفیسر تھے۔ آپ نے خود اعلیٰ تعلیم جامعہ الازہر سے حاصل کی اور عالم اسلام کی پہلی خاتون پروفیسر ہیں جنھوں نے جامعہ الازہر میں پڑھایا اس کے علاوہ جامعہ القرویین میں بھی استاد رہیں۔ اپنی تعلیم مکمل کرنے کے بعد اپنے استاد امین الخولی کی بیوی بنیں اور آپ کے تحریرات میں قرآنیات کا اثر انہی سے آپ کو ملا۔ آپ نے کئی کتب تصنیف کیں جن میں زیادہ تر اہل بیت کے خواتین ہی آپ کے موضوعات ہیں مثلاً ام النبی، نساء النبی، بنات النبی وغیرہ۔ دیگر کتب میں اعداء البشر، تفسیر البیانی، اعجاز البیانی، ارض المعجزات، مع المصطفیٰ اور السیدہ زینب عقیلہ بنی ہاشم وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

کتاب "ارض المعجزات" تعارف: کتاب کا پورا نام ارض المعجزات ولقاء مع التاریخ ہے۔ اس میں مصنفہ نے ارض مقدسہ جزیرۃ العرب کے ایک سفر میں اپنے خیالات قلم بند کیے ہیں گویا یہ ایک سفر نامہ ہے۔ موصوفہ کا پورا نام دکتورہ عائشہ عبد الرحمن بنت شاطی ہے جو جامعہ قزوین میں دراسات قرآنیہ کی استانی ہے۔ عربی کی یہ کتاب146 صفحات پر مشتمل ہے جسے دارالمعارف قاہرہ نے 1119ھ میں شائع

کیاہے۔زیر نظر کتاب اس کی تیسری اشاعت 1982ء کی ہے۔ کتاب کے "اھداء" میں مصنفہ لکھتی ہیں کہ یہ کتاب میں اپنی پہلی سفر حرمین کے بیس سال بعد لکھی۔مزید لکھتی ہے کہ میں تین آیات یعنی البیان، الفجر الصادق اور آیت علم کے انداز میں لکھ رہی ہوں۔ آگے جاکر پوری کتاب میں ان تین حصوں کا تذکرہ آتا ہے۔مصنفہ آیت البیان کے تحت لکھتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ قرآن پاک کو عربی مبین میں نازل کیاجو عربی زبان زمانہ جاہلیت سے شروع ہوکر قرآن پاک کے نزول تک ترقی کرتی رہی اور آج بھی ایک اونچے مقام پر ہے۔اسی طرح آیت الفجر الصادق کے تحت لکھتی ہے کہ لیلۃ القدر کے مبارک رات کو یہ قرآن نازل ہوئی اور جب نبی کریم غارِ حرا سے مبعوث ہوکر نکلے بمع آیاتِ قرآنیہ کے تو آپ پر آخری دین نازل کی گئی بمعہ آخری کتاب کے اور آیت العلم جس نے عرب کے صحرا کو علم کی روشنی سے منور کیااور وادی غیر ذرع میں دینِ اسلام کی روشنی پھیلائی۔یہی نورِ علم تمام جہاں میں اسی صحرا سے پھیلا اور اسی نے چار سو عالَم میں انصاف فراہم کیا۔ مصنفہ لکھتی ہیں کہ یہ سفر ہم نے 1951ء میں کیا جس میں جامعہ قاہرہ کے دیگر شعبہ جات کے لوگ بھی تھے اور ہمارے تین اساتذہ امین الخولی، دکتور محمد عبد السلام العبادی اور دکتور محمود منجوری شامل تھے۔چار فروری کو مصر سے ہم نے اس سفر کا آغاز کیا۔ پھر سفر کے دوران جن جن جگہوں پر جن جن افراد سے ملاقاتیں ہوئیں ان تمام کے احوال بیان کئے ہیں۔اس کتاب کے نام کی مناسبت مصنفہ لکھتی ہیں کہ یہ سفر میں نے بیس سال قبل کیا تھااور آج ایک مرتبہ پھر حج کے لئے سفر کر رہی ہوں اور اپنے سفر نامہ کو لکھ رہی ہوں تاکہ لوگ ان مقامات کو تاریخ کے ساتھ جوڑ کر جانے۔یہ وہی ارض المعجزات ہے جو نبی کریم کی جائے پیدائش اور بعثت کا وطن ہے۔کتاب کے دو بڑے حصے 1۔رحلۃ الی جزیرۃ العرب جو کہ صفحہ 11 تا96 پر مشتمل ہے۔اور 2۔لقاء مع التاریخ ہے جو کہ صفحہ 97 تا138 پر مشتمل ہے۔دونوں عنوانات کے ذیلی عنوانات ہیں صفحہ 139 اور140 پر کتاب کے فہرستِ عناوین ہیں۔

کتاب "ارض المعجزات" کا منہج: بنت شاطی نے اس کتاب میں درج ذیل امور کالحاظ رکھاہے۔

مصنفہ کتاب میں ہر مقام پر ابتداء آیاتِ قرآنیہ سے کرتی ہیں مثلاً: ابتداء میں دو دعائیں ہیں۔رَبَّنَا إِنِّي أَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِي بِوَادٍ غَيْرِ ذِي زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِيُقِيمُوا الصَّلَاةَ فَاجْعَلْ أَفْئِدَةً مِنَ النَّاسِ تَهْوِي إِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِنَ الثَّمَرَاتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُونَ([1])اورربَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ([2])اسی طرح ہر عنوان کی ابتداء قرآنی آیات سے کرتی ہیں۔ مثلاص 9 پر "دلیل" کے عنوان کے تحت مزید عناوین دی ہیں جن میں لیلۃ الجزیرہ کے عنوان کے تحت یہ آیت لکھی ہے: خَلَقَ الْإِنْسَانَ- عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ([3])

دوسرے عنوان "الفجر الصادق ہے جس کے تحت یہ آیت لکھی ہے: هُدًى لِلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِنَ الْهُدَى وَالْفُرْقَانِ([4])دوسرا اگلے عنوان"وراءالاسوار" کے تحت آیت لکھی ہے: عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ([5])اور اس سے اگلے عنوان"" کے تحت یہ آیت لکھی ہے: وَأَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَأْتُوكَ رِجَالًا وَعَلَى كُلِّ ضَامِرٍ يَأْتِينَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ ([6])

مصنفہ نے ص19 پر اشعار نقل کی ہیں:

أتوا ناري فقلت: منون؟ قالوا سراةُ الجن، قلتُ عِمُوا ظلَامًا

وقلت: إلى الطعام، فقال منهم زعيم: نحسدُ الإنس الطعاما

لقد فُضلتُم بالأكل عنا ولكن ذاك يُعقِبُكم سقاما (7)

ہر بحث میں اشعار لکھے ہیں اوراکثر محل استشہاد کے طور پر اشعار لائی ہیں۔جیسا کہ قطیف میں سفر کے دوران جاہلی شاعر کا شعر پیش کیا ہے کہ:وترکن عنترلایقاتل بعدها اهل القطیف قتال خیل تنفع(8)اوراہل قطیف نے عنتر کو اس حال میں چھوڑ دیا کہ اس کے بعد وہ کسی کے ساتھ نہیں لڑے گی اور گھوڑوں پر سوار ہو کر لڑنا فائدہ دیتی ہے۔سفر نامے میں جزیرۃ العرب کے مشہور مقامات کے ساتھ ساتھ دور دراز علاقوں کا بھی تذکرہ کیا ہے۔جیسا کہ ظہران، احساء، قطیف اور نجد وغیرہ۔(9)جب کسی مقام کا تذکرہ کرتی ہے تو ساتھ ساتھ مختصر مگر جامع تاریخ بھی ذکر کرتی ہے۔مثلاً عرب کے مختلف قبائل کے تاریخ کو بیان کر کے لکھتی ہے کہ گروہوں کی شکل میں ہجرت کر کے نجران، جوف یمنی، حضر موت اور عمان کے ساحل میں بعض قبائل آ گئے جب کہ بعض دیگر قبائل عرب کے جنوب میں قحطان میں آباد ہوگئے اور پھر ان مواضع میں مستقل رہایش اختیار کی(10)اگر کسی مقام کے ساتھ کوئی واقعہ مشہور ہو تو اس کو بھی بیان کرتی ہے۔جیسا کہ نجد، دھماء اور ربع الخالی میں جنات کے واقعات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ ان علاقوں میں راہ گیر جنات کی شر سے پناہ مانگتے تھے۔جیسا کہ ایک شاعر کہتے ہیں: قد استعذنا بعظيم الوادی من شر ما فيه من العوادی(11)

ہم نے اس وادی کے بڑے جن کے نام سے اس وادی کے تمام شرور سے پناہ مانگی ہے۔اگر واقعہ من گھڑت ہو تو اس کی تردید بھی کرتی ہے۔مثال کے طور پر جاہلی اشعار میں جنات اور حاتم طائی کے قبر کے بارے میں ذکر شدہ باتوں کو من گھڑت کہتی ہے۔جیسا کہ ایک شاعر کے شعر کو نقل کیا ہے:وكل المطايا قد ركبنا فلم نجد الذ واشهى من ركوب الارانب (12)ہم نے تمام سواریوں پر سواری کی لیکن خرگوش جیسی لذیذ سواری ہم نے نہیں دیکھی۔اس شعر میں شاعر کا گمان یہ ہے کہ جنات خرگوش کی شکل میں تھے کہ میں نے ان پر سواری کی۔اس بات کی تردید کرتی ہے۔سعودی عرب کے امریکہ کے ساتھ معاملات کی تاریخ خصوصاً تیل کے بارے میں معاہدوں وغیرہ کو بھی بیان کرتی ہے مثلاً لکھتی ہیں کہ سن 1938ء میں ظہران میں پٹرول کا پہلا کنواں کھودا گیا اور یہاں پر تیل کے کنوں کی تعداد اب 32 ہے۔(13)سفر میں پیش آنے والے واقعات بھی ذکر کرتی ہے جیسا کہ وہ کہتی ہیں کہ ظہران کی طرف جہاز میں سفر کے دوارن میں کھڑکی سے اس صحرائی علاقے کو دیکھ رہی تھی اور ہمارے ساتھ کچھ بدوی لوگ بھی محو سفر تھے اور جہاز میں سواریاں زیادہ نہیں تھی اور ساتھ اس میں اونٹوں کی گوشت بھی لے جارہی تھی۔لکھتی ہیں کہ میرے سامنے کالے عباء میں ایک بدوی عورت بیٹھی تھی تو میں نے

کہ یہ پہلی مرتبہ ہے کہ میں اپنے علاقے سے باہر نکلی ہوں اوراس سے قبل میں نے اونٹ کے علاوہ کسی سواری کو جاناتک نہیں ہے۔تو میں نے کہا کہ آج کے سواری کے بارے میں آپ کی کیارائے ہے؟فوراکہا کہ اللہ کی قسم یہ تو بہت عجیب ہے۔اور مجھے معلوم نہیں کہ یہ کسی جادوگر کی جنات کے مسخر کرنے کا عمل ہے اور یاہمارے اس زمانے میں سلیمانؑ کے لشکر میں سے کوئی باقی ماندہ ہے۔([14])

کتاب "ارض المعجزات" کا مربوط خلاصہ کتاب: ابتدائی صفحات میں مصنفہ نے قرآنی آیات کو بطورادعیہ شامل کیے ہیں۔اس کے بعد "الاھداء" کے عنوان سے اس کتاب کا تعارف لکھاہے جس میں لکھتی ہیں کہ یہ ارض المعجزات کی جدید طبع ہے جس کو میں نے اپنے پہلے سفر کے بیس سال بعد لکھاہے اوراس میں ان دور دراز مقدس علاقوں کے احوال بھی لکھوں گی جو پہلی سفر میں سامنے نہیں آئے تھے۔اس سفر میں مصنفہ کے ساتھ استادامین الخولی جو کہ آپ کا شوہر ہے اوراستاد بھی ہے،استاددکتور محمد عبدالسلام،استاد کمال الدین الہاشمی،استاد عبدالحمید البارودی اور استاد محمد صبحی عبدالرحمن شامل تھے۔([15])الاھداء کے بعد "دلیل" کا عنوان دیکرانہوں نے چار ذیلی عناوین قام کیے ہیں اور ساتھ میں قرآنی آیات کو درج کیاہے۔پہلی عنوان لیل الجزیرہ،دوسری الفجر الصادق تیسری عنوان وراء الاسوار اور چوتھی لقاء مع التاریخ ہے۔اس کے بعد کتاب کا باقاعدہ آغاز "رحلۃ الی جزیرۃ العرب 1951" کے عنوان سے کیاہے۔جس میں لکھاہے کہ اس سال نصف سالا چھٹیوں میں پیغمبر کی زمین کی طرف کوچ کرنے کا خیال پیدا ہوا تو ہم نے وہاں جانے اور عمرہ کرنے کا تہیہ کرلیا۔اس سفر میں بہت سے طلبہ اوراساتذہ نے شوق ظاہر کی۔ہم نے ارادہ کیا کہ جس زمین کی زبان کے سیکھنے سکھانے میں ہماری زندگی بیت گئی اس کے ہر حصے میں ہم جائیں گے لیکن ہمارے زادراہ اوروسائل کی کمی کی وجہ سے ایسا ممکن نہ تھا۔اس کے بعد انہوں نے 4فروری 1951 کو قاہرہ سے روانگی اور سعودی عرب جدہ میں ان کے استقبال کی روداد بیان کی ہے۔پھر مکہ مکرمہ کی طرف اہرام باندھ کر عمرہ کے لیے جانا،عشاء کی نماز کے بعد مہمان نوازی اور پھر جامعہ ام القریٰ میں علماء سے ملاقات اوراس درسگاہ کا مشاہدہ کرنے کے بعد جدہ کی طرف لوٹے جہاں امیر الشاعر عبداللہ الفیصل کی ضیافت سے بہرور ہوئے جس کی مجلس میں شعر عربی اور فکر اسلامی کے موضوع پر بحث ہوئی اورابتدائی شعراء جیسا کہ امر القیس،علیہ بنت المہدی،عبداللہ بن المعتز،ابی فراس الہمدانی اور پھر چلتے چلتے بنت المستکفی اور معتمد بن عباد کی پیدائش تک بات آگئی اور یہ وہ شخصیات ہیں جنہوں نے ہماری عربی ادب کے ورثے میں اپنی شاعری سے بہت اثر رکھا۔اور ہمارے احساس کواس قول سے سرور بخشا کہ "شعر کہنا عربوں کی تجارت ہے"۔([16]) مختلف مقامات کی زیارت کی جیسا کہ ظہرام،حریہ،غبطہ،ظہران، نجد،احساء، قطیف،بحرین،ریاض اور مدینہ منورہ۔مختلف مقامات پر تیل کے کنویں دیکھے اوردمام کی بندرگاہ بھی دیکھی۔جن مقامات کے ساتھ کوئی بے سند واقعہ مشہور ہوا اس واقعے کو بھی بیان کیاہے جیسا کہ نجد،دھماء اورربع الخالی میں جنات کے واقعات کی طرف اشارہ کیاہے کہ ان علاقوں میں راہ گیر جنات کی شر سے پناہ مانگتے تھے۔جیسا کہ ایک شاعر کہتے ہیں:

قد استعذنا بعظیم الوادی من شر ما فیہ من العوادی

ہم نے اس وادی کے بڑے جن کے نام سے اس وادی کے تمام شر ور سے پناہ مانگی ہے۔([17])

عربی شعراء نے جنات کے ساتھ ملاقاتوں وغیرہ کا تذکرہ اپنی شاعری میں کیا ہے لیکن یہ حقیقت پر مبنی نہیں بلکہ یہ ان کے خیالات کی اختراع ہے یا برے خواب ہیں اور یاوہم کو وجود کا مرتبہ دیا ہے۔جیسا کہ ایک شاعر اپنے پاس جنات کی آمد کو بیان کر کے کہتے ہیں کہ:وہ میرے (سلگائے ہوئے) آگ کے پاس آئے تو میں نے پوچھا کون ہیں؟انہوں نے جواب دیا کہ ہم جنوں کے سردار ہیں تو میں نے کہاشب بخیر۔اور میں نے انہیں کھانے کی دعوت دی تو ان میں سے ایک ذمہ دار بولے کہ انسانوں کے کھانوں پر ہمیں رشک آتا ہے کیونکہ تم لوگ طعام میں ہم سے بہتر ہو جب کہ ہماری خوراک تم لوگوں کا بچا کچا ہے۔([18])موصوفہ نے اس کے ضمن میں حاتم طائی کے قبر اور اس کی مہمان نوازی کو بیان کیا ہے اور اس کی قبر سے متعلق من گھڑت باتوں کی تردید کی ہے۔اس کے بعد انہوں نے قوم عاد، ثمود اور قوم سبا کا تذکرہ کیا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ ان پر عذاب آنے کے اسباب کو مختصر طور پر ذکر کیا ہے جب کہ قوم سبا کے علاقے کا مکمل جغرافیہ بیان کیا ہے اور اس میں بسنے والی قبائل کا تذکرہ بھی کیا ہے۔ساتھ میں جہاں ضروری تھا قرآنی آیات کو بھی درج کیا ہے۔پھر انہوں نے جاہلی شعراء کے کلاموں کو ذکر کیا ہے جن میں کہانت اور جادو وغیرہ کا تذکرہ ہے اور ساتھ میں عربی قواعد وانشاء جو قدیم جاہلی اشعار میں پائی جاتی تھی یا ان میں پروان چڑھی اس کو بھی قدرے تفصیل سے قلم بند کیا ہے اور لکھا ہے کہ اہل عرب میں قریش کی لغت فصاحت اور بلاغت کے اعتبار سے سب سے بہترین تھی اور حج کیلئے جب دیگر لوگ آتے تھے تو قریش کی لغت سیکھتے تھے اور ان کے اشعار ساتھ لیجاتے تھے۔([19])الفجر الصادق کے عنوان کے تحت نبوت سے قبل لوگوں کی مذہبی حالت کی ابتری کو بیان کیا ہے اور مکہ مکرمہ میں مشرکین کا بتوں کی پوجا خصوصاموسم حج میں جم غفیر کا ان بتوں کی عبادت، آتش پرستوں کے آگ کی پرستش اور اسی طرح یہود ونصاریٰ کے مذہب سے دور کرنے والی خرافات کو بیان کیا ہے نیز تمام نقائص جیسا کہ زنا،بغض، حسد اور دشمنی وغیرہ عام تھی، اور غارِ حرا میں نبی کریم کی یک سوئی اور گوشہ نشینی جو کہ حق کے طلب کے لیے تھا،بیان کیا ہے۔([20])لوگ ان گمراہیوں میں مبتلا تھے کہ اچانک فجر صادق نمودار ہوئی اور نبی اکرمپر غار حرا میں سورۃ القلم کی ابتدائی آیات اتریں اور یوں ایک نئی تاریخ کا آغاز ہو گیا۔اور نبی امی نے اپنے رب کے معجز کلام کے آیات کی تلاوت کی۔لوگوں کو توحید کی طرف بلایا اور ابھی بیس سال بھی نبوت کے نہیں گزرے کہ پورے جزیرہ عرب میں لوگوں نے بتوں کو باہر پھینکا اور ان کو توڑ دیا اور صرف ایک اللہ کی عبادت میں مشغول ہونے لگیں۔اس مقام پر موصوفہ نے قرآن کریم کے ان آیات کو بیان کیا ہے جن میں توحید کا اثبات ہے۔پھر بیان کیا ہے کہ آٹھویں صدی عیسوی تھی اور ہجرت کی قرن ثانی سے قرآنی امت شروع ہوئی جو تاریکیوں سے روشنی کی طرف اقوام کو لاتی تھی اور انہوں نے دین اور علم کا ایک لازوال رشتہ قائم کیا اور علمائے اسلام تہذیب وتمدن کے قائدین بن گئے۔اور ایسے عقلی اور تجرباتی علوم کی بنیاد رکھی کہ یونانی فلسفہ ان کے ابجد سے بھی واقف نہیں تھی اور یوں مسلمان قوم احیائے علوم کے بانی بن گئے۔اس کے بعد موصوفہ نے اسلامی تاریخ کے نشیب وفراز اور دیگر اقوام کی تسلط، عربی لٹریچر کی دیگر زبانوں میں ترجمہ

وغیرہ پر بحث کی ہے۔([21])وراء الاسوار کے عنوان کے تحت جزیرہ عرب کے مختلف حالات پر روشنی ڈالی ہے اوراس کے جغرافیہ کی طرف بھی التفات کیاہے اس میں مختلف لوگوں کے حالات اس کی سرزمین کی حالت، قدیم شعراء وعلماء عصر حاضر تک، مختلف نشیب وفراز، مستشرقین وغیرہ کوبیان کیاہے۔([22])المعرکۃ الکبری کے تحت ملک عبدالعزیز کے دور میں پیش آنے والی جنگوں کا تذکرہ کیاہے۔اوران معرکوں کے حالات کو تفصیل کے ساتھ قلم بند کیاہے۔([23])

وجھالوجہ کے عنوان کے تحت سعودی عرب کے وسائل تیل وغیرہ کا تذکرہ کیاہے اوراس مد میں تیل نکالنے کی تاریخ کوبیان کیاہے نیز سعودی عرب کے امریکہ کے ساتھ ہونے والے اجلاسات ومعاہدوں کا تذکرہ کیاہے۔مثلا لکھتی ہیں کہ([24])ثورۃ فی الصحراء کے عنوان کے تحت ظہران کی طرف اپنی سفر کے حالات بیان کیے ہیں اور لکھاہے کہ یہ ایک صحرائی علاقہ ہے جہاں ریت کے طوفان آتے ہیں اورریت کے ذرات مکھیوں کی طرح اڑتے ہیں۔وہ کہتی ہیں کہ ظہران کی طرف جہاز میں سفر کے دوارن میں کھڑکی سے اس صحرائی علاقے کو دیکھ رہی تھی اور ہمارے ساتھ کچھ بدوی لوگ بھی محو سفر تھے اور جہاز میں سواریاں زیادہ نہیں تھی اور ساتھ اس میں اونٹوں کی گوشت بھی لے جارہی تھی۔ لکھتی ہیں کہ میرے سامنے کالے عباء میں ایک بدوی عورت بیٹھی تھی تو میں نے اس سے سوال کیاکہ کیاتم نے اس سے پہلے کبھی جہاز میں سفر کیاہے؟تووہ آہستہ آواز میں بولنے لگی کہ کہیں اجنبی مرداس کی آواز کونہ سنے کہ یہ پہلی مرتبہ ہے کہ میں اپنے علاقے سے باہر نکلی ہوں اوراس سے قبل میں نے اونٹ کے علاوہ کسی سواری کو جاناتک نہیں ہے۔تومیں نے کہاکہ آج کے سواری کے بارے میں آپ کی کیارائے ہے؟فورا کہاکہ اللہ کی قسم یہ توبہت عجیب ہے۔اور مجھے معلوم نہیں کہ یہ کسی جادوگر کی جنات کے مسخر کرنے کا عمل ہے اوریاہمارے اس زمانے میں سلیمانؑ کے لشکر میں سے کوئی باقی ماندہ ہے۔اور جب میں نے صحرائی زبان میں پوچھاکہ کہاں جارہی ہوتوکہنے لگی کہ ظہران میں سعودی عرب کے کیمپ میں اس کاشوہر کام کرتاہے اس کے ساتھ رہنے کے لیے جارہی ہوں۔([25])اس کے بعد ظہران میں باقی سفر کے داستان کو لکھاہے اوراس کواشعار سے بھی مزین کیاہے۔

اس کے بعد صُوَر من الجزیرۃ کے عنوان کے تحت چارقسم کے ابحاث لکھی ہیں۔ایک المغتربات دوسری جارۃ النبی، تیسری ھاجر اور چوتھی آمنۃ۔ان سب میں موصوفہ نے پہلے تواپنے عمرے وغیرہ کے حالات، صفاومروہ میں سعی وغیرہ کابیان کیاہے لیکن پھران ذیلی عنوانات کے تحت ان اسلامی شعائر کی تاریخ تفصیل سے بیان کی ہے جو ان شعائر سے متعلق ہے۔اورہر عنوان کے تحت مکمل تاریخ کا تذکرہ کیاہے۔([26])من بعید کے عنوان کے تحت لکھاہے کہ میں یہ واقعات لکھ رہی ہوں اور خلیج کے ساحل"قطیف"میں علماء، ادیبوں اوردوسرے بھائیوں کے ساتھ ادبی محفل کی آوازیں دورسے میری کانوں میں گونج رہی ہیں۔اس کے بعد انہوں نے جہاز کے ذریعے حجاز سے نجد، احساء اور پھر خلیج کی طرف سفر کے بارے میں لکھاہے۔بحرین کے شعراء بکر بن وائل اورعبدالقیس کاتذکرہ بھی کیاہے جو عربی ادب کے چوٹی کے شعراء میں شمار ہوتے ہیں۔اس کے بعدان علاقوں کی تاریخ بیان کیاہے([27])اس کے بعد لبیک اللھم لبیک کے

عنوان سے حج کرنے اور اس کے احوال کی روداد بیان کی۔ حرمین کی جدت اور بیت الحرام میں حج وعبادات کی روداد بیان کی ہے(28)فی دارالہجر کے عنوان سے مدینہ منورہ کی طرف سفر، اس کی تاریخ، نبی کی مدینہ منورہ آمد اور انصار کا استقبال وغیرہ بیان کیا ہے۔ اور پھر عود علی بدء کے تحت سفر سے واپسی کو بیان کیا ہے(29) آخر میں آپ نے متفرق ابحاث لکھے ہیں جن میں "من وحی الملتقی"، "من ذرا عرفات، الی سفح المبکر"، اغنیۃ للعید" اور من جنود الجبھۃ الی حجاج الموسم شامل ہیں۔ اس میں انہوں نے مختلف اشعار بھی ذکر کئے ہیں اور ان اشعار میں مناسک حج بھی بیان ہوئے ہیں۔ پھر انہوں نے عید کی آمد کو بیان کیا ہے اور اس میں بھی انہوں نے منظوم کلام لکھا ہے۔

کتاب: ارض المعجزات میں وارد منتخب روایات کا تحقیقی جائزہ:

مصنفہ نے قبیلہ بنی طیئ کے ایک شخص کی روایت ابو عبیدہ، معمر بن المثنی(30) سے منقول ہے۔ حاتم الطائی(31) عرب معاشرے میں اپنی سخاوت کے لئے مشہور تھے، انکی بعد از مرگ جنات ان کے قبر پر حاضر ہوتے۔ پھر یہ شعر نقل کی ہے۔

رأیت قبر حاتم الطائی بِبُقۃ موضع بدیار بنی طیئ (32)

اس کے بعد مصنفہ نے نابغہ ذبیانی(33) کے قصے "ذات الصفا" بیان کی۔ اس کے بعد مصنفہ نے ص 21 پر اقوامِ سابقہ کے متعلق قرآنی آیات کا تذکرہ کیا ہے یعنی قوم عاد: إِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ الَّتِي لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ (34) وَفِي عَادٍ إِذْ أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الرِّيحَ الْعَقِيمَ (35) تُدَمِّرُ كُلَّ شَيْءٍ بِأَمْرِ رَبِّهَا فَأَصْبَحُوا لَا يُرَى إِلَّا مَسَاكِنُهُمْ (36) وَثَمُودَ الَّذِينَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ (37) وَأَخَذَ الَّذِينَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَأَصْبَحُوا فِي دِيَارِهِمْ جَاثِمِينَ () كَأَنْ لَمْ يَغْنَوْا فِيهَا (38) لَقَدْ كَانَ لِسَبَإٍ فِي مَسْكَنِهِمْ آيَةٌ جَنَّتَانِ عَنْ يَمِينٍ وَشِمَالٍ (39) اور أَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْعَاكِفِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ (40) اس کے بعد مصنفہ نے مختلف شعراء کے اشعار نقل کئے ہیں مثلاً: حسان بن ثابتؓ() کا شعر:

ولي صاحب من بني الشيصبان.........فطوراً أقول، وطوراً هوه (41)

مصنفہ نے جلال الدین السیوطیؒ کی کتاب المزھر کا قول لیا: قریش تمام عربوں میں زبان کے لحاظ سے افصح تھے۔ جب قریش کے پاس وفود آتے تو وہ انہیں اپنی مرضی کا لہجہ اختیار کرنے کا کہتے (42) علامہ السیوطیؒ نے الفارابی کی بات بیان کی: قریش الفاظ اور زبان کے لحاظ سے بڑے نقاد تھے اور بہترین انداز بیان والے تھے۔ (43) ص 40 پر مصنفہ نے بودلی کی کتاب الرسول سے ایک روایت نقل کی ہے: "اگر عربوں کے حالات بدلنے کے لئے اور ذہن کو تبدیلی کی چاہی تو بھی عرب کے خیمے اور خانہ بدوش اور چرواہے انکی تہذیب لوٹائے گی" (44) مصنفہ نے حافظ وھبہ کی کتاب "جزیرۃ العرب" کے حوالے سے موجودہ سعودی عرب کے احوال بیان کئے ہیں اور جگہ جگہ ان کی کتاب کے حوالہ جات دیئے ہیں۔ (45) اس کے بعد مصنفہ نے "معرکۃ الکبری" کے عنوان تحت عرب کی موجودہ صورتحال پر لکھا ہے کہ ملک عبد العزیز نے کس طرح زمامِ حکومت سنبھالی اور منکرات کو کیسے بذریعہ تلوار حکومت نے قابو کیا پھر اصلاحِ معاشرہ کے لئے انہوں نے کیسے کیسے اقدامات کئے۔ اس کے بعد فیصل الدویش کا تذکرہ کیا ہے جس نے ملک عبد العزیز کے خلاف بغاوت کی اور پسپائی پر کویت چلے

گئے۔(46) اس کے بعد مصنفہ نے نیا عنوان "وجھا لوجہ فی قلب الصحراء" لکھا ہے جس کی ابتداء آیت قرآنی "وَسَخَّرَ لَكُمْ مَا فِي السَّمَاوَاتِ---"(47) سے کی۔ سعودی عرب میں پٹرول کی دریافت اور امریکہ کے ساتھ اس کے تعلقات کا ذکر کیا۔

اسکے بعد مصنفہ نے "ثورۃ فی الصحرا" یعنی صحراء میں انقلاب کے عنوان کے تحت قرآنی آیت " وَارْزُقْهُمْ مِنَ الثَّمَرَاتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُونَ "(48) لکھی ہے۔ اگرچہ سلیمانؑ جنات سے بڑے بڑے کام کئے مگر نبی کریم نے صحرائی انقلاب برپا کیا اس کے اثرات پوری دنیا تک پہنچ گئے اور اسی سبب مائیکل ہارٹ جیسے مستشرق نے "سو عظیم افراد" میں نبی کریم کو سب سے اول اس لئے لکھا کہ انسانی تہذیب پر مؤثر ترین ہیں۔ اس کے بعد مصنفہ نے "المعتربات" یعنی حکومت کی حمایت کے عنوان کے تحت سعودی حکومت کے حالات بیان کیں ہیں کہ عوام کس قدر خوشحال ہیں معاشرے کے تمام افراد جوان، بوڑھے، بچے اور خواتین کس طرح زندگی گزار رہی ہیں۔ اس کے بعد "جارۃ النبی" کا عنوان ہے کہ مصنفہ اور انکی پوری ٹیم جب مدینہ منورہ گئیں۔ پھر "نبی کا پڑوسی" ہے۔ مصنفہ لکھتی ہیں کہ ہم صبح سویرے مسجد نبوی پہنچے جہاں ہم نے مؤذن کی اذان کی آواز سنی جو کہ پچھلے چودہ سو سالوں سے مسلسل جاری ہے۔ حرمِ نبوی میں معلوم نہیں کتنے انسانوں کے ارواح سکون پاتے ہیں۔ مصنفہ نے جزیرہ عرب کی تاریخ بیان کی۔ اور آخر میں نبی کریم کے نسب پر بات کی کہ آپ اپنے دادا ابراہیمؑ کی اولاد ہیں اور انکی دعاؤں کا نتیجہ ہیں جو حدیث میں ہے۔ اسکے بعد مصنفہ نے ابراہیمؑ کا واقعہ بیان کیا اور قرآنی آیات لکھیں ہیں۔ اس کے بعد مصنفہ نے "ھاجر" کے عنوان کے تحت اپنے عمرہ کرنے کی روداد سنائی ہے اور اس کی ابتداء قرآنی آیت سے کی ہے۔ پھر مصنفہ نے تاریخ مکہ للازرقی کے حوالے سے مکہ مکرمہ کی تاریخ بیان کی ہے۔ مصنفہ نے کتاب کا ایک عنوان "آمنہ" رکھا ہے جو کہ صفحہ 79 سے شروع ہوتا ہے۔ مصنفہ نے آپکی والدہ محترمہ حضرت آمنہ کی تعریف کی کہ بحیثیت عورت نبی کریم کو نہ صرف جنم دیا بلکہ ایک خاص عمر تک ان کی کفالت بھی کی اور دوسری عورتوں کی طرح (امِ اسماعیل، ام موسیٰ اور امِ عیسیٰ) کی طرح انہوں نے اپنی ذمہ داریاں مکمل کیں۔ جس کی وجہ سے آپکی پیش کردہ دین اور اپنے اخلاق سے دشمنوں کو بھی مطیع کیا۔ صفحہ 91 سے اگلا عنوان "اصداء من الجزیرۃ" ہے یعنی جزیرے سے نکل جانا۔ مصنفہ نے سعودی عرب سے بحرین کی طرف سفر کی روداد سنائی اور ایک بار پھر تاریخ بیان کی ہے اور بکر بن وائل اور عبد القیس جیسے شعراء کا تذکرہ کیا ہے۔ تیسری صدی ہجری میں "قرامطہ" کا تذکرہ کیا ہے جنہوں نے عباسی دورِ خلافت میں فساد برپا کی تھی۔ مصنفہ نے ابو طاہر القرامطی کا قصہ مذکور ہے۔ اسکے ساتھ "الصمان" اور "ھجر" کا تذکرہ یاقوت الحموی کی معجم البلدان سے متعلق ہے۔ (49) مصنفہ نے قطیف و الاحساء کے متعلق چند اشعار بیان کئے ہیں۔ مصنفہ نے امیر قطیف کی طرف سے ایک ضیافت کا تذکرہ کیا ہے جو کہ ایک مشہور ادیب عبد اللہ اخوان کی ہاں مقرر تھا اور مصنفہ کہتی ہے کہ میں وہ نہیں بھول سکتی۔ اس کے ساتھ ساتھ مصنفہ نے مشہور شاعروں دارین، النابغۃ، الجعدی اور الفرزدق کو یاد کیا۔ حج کے موسم تقریباً نو سو شیعہ افراد کو لے کر وہ مکہ پر حملہ آور ہوئے، امیر مکہ کو قتل کیا، ہزاروں کی تعداد میں حجاج کو مسجد حرام میں قتل کیا، خانہ کعبہ کا دروازہ اکھاڑا اور حجر الاسود کو اکھاڑ دیا اور ایک شعر کہا کہ:

أَنَا بِاللَّهِ وَبِاللَّهِ أَنَا... يَخْلُقُ الْخَلْقَ وَأُفْنِيهِمْ أَنَا (50)

مصنفہ کہتی ہیں کہ میں اپنے وطن واپس تو لوٹ آئی مگر "ارض المعجزات" کے ادبی محافل مجھے بھولے نہیں، ہمیشہ یاد ہیں۔ پھر مصنفہ نے عربوں کی تاریخ لکھی: یہ لوگ ہمیشہ سے اپنے تاریخ اور ثقافت میں متفق ہیں اور نبی کریم کی ایک حدیث نقل کی ہے:" إِنَّمَا مَثَلُ الْمُؤْمِنِينَ كَالْجَسَدِ؛ إِذَا اشْتَكَى شَيْئًا تَدَاعَى لَهُ سَائِرُ الْجَسَدِ"(51)ص96پر مصنفہ نے جزیرۃ العرب کا مکمل نقشہ بھی دیا ہے۔ مصنفہ نے کتاب کا دوسرا بڑا حصہ "لقاء مع التاریخ(1392ھ:1972ء)" کے نام سے دیا ہے۔ اس عنوان کے تحت پھر ذیلی عنوانات دیئے ہیں مثلاً "لبیک اللھم لبیک"، "فی دار الہجرۃ اور "عَود علی بدء" وغیرہ۔ اس کے بعد مصنفہ نے حج کا موسم سعودی عرب ہی میں دیکھا اور حج کی تمام روداد لکھی ہے جو کہ ایمان افروز واقعات پر مشتمل ہے۔ لکھا ہے کہ کیسے حجاج حج کے ارکان ادا کر رہے ہیں اور افراد کی ایک بڑی ہجوم کو اللہ تعالیٰ نے اپنے پاس بلایا ہے وہ لبیک اللھم لبیک کی صدائیں بلند کرتے ہوئے منیٰ، عرفہ، طواف اور سعی وغیرہ میں مشغول تھے۔ انہوں نے غسلِ کعبہ اور غلاف کعبہ کی تبدیلی کا ذکر بھی کیا ہے۔ حج کے احوال کے ساتھ ساتھ مصنفہ نے ایک بار پھر بیت العتیق کی تاریخ دہرائی ہے کہ کیسے ابراہیم علیہ السلام نے اپنی بیوی ہاجرہ اور اسماعیل علیہم السلام کو بواد غیر ذی ذرع میں آباد کیا۔ اور دعا کی:" رَبَّنَا إِنِّي أَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِي بِوَادٍ غَيْرِ ذِي زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِيُقِيمُوا الصَّلَاةَ فَاجْعَلْ أَفْئِدَةً مِنَ النَّاسِ تَهْوِي إِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِنَ الثَّمَرَاتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُونَ"(52)اس ارض مقدس کے لئے دعا فرمائی کہ اس مکہ کے لوگوں کو ہر قسم کے پھل اور میوے عطاء فرما۔ پھر انہیں آباد کرنے کے بعد زمزم پانی کا نکل آنا اور بعد میں اسماعیل علیہ السلام کی قربانی پیش کرنے کا واقعہ بیان کیا ہے۔ اس کے علاوہ دیگر آیات بھی لکھی ہیں مثلاً:"لَنْ يَنَالَ اللَّهَ لُحُومُهَا وَلَا دِمَاؤُهَا وَلَكِنْ يَنَالُهُ التَّقْوَى مِنْكُمْ"(53)،"وَمَنْ يُعَظِّمْ شَعَائِرَ اللَّهِ فَإِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوبِ"(54)،"وَإِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِلنَّاسِ وَأَمْنًا وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى"(55)،"وَإِذْ يَرْفَعُ إِبْرَاهِيمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَإِسْمَاعِيلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ"(56)،"وَإِذْ بَوَّأْنَا لِإِبْرَاهِيمَ مَكَانَ الْبَيْتِ أَنْ لَا تُشْرِكْ بِي شَيْئًا وَطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْقَائِمِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ"(57)اس کے بعد مصنفہ نے تاریخی واقعہ لکھا ہے کہ جب بنو اسماعیل کو مکہ سے تبع الحمیری نے بے دخل کیا تھا۔ ایک شعر نقل کیا ہے:كَأَنَّ لَمْ يَكُنْ بَيْنَ الْحَجُونِ إِلَى الصَّفَا ... أَنِيسٌ وَلَمْ يَسْمُرْ بِمَكَّةَ سَامِرُ(58)اسی طرح تاریخی واقعات بتاتے ہوئے واقعہ فیل کا تذکرہ کیا ہے۔ پھر مشرکین مکہ کی دلیل بیان کی ہے جو کہا کرتے تھے کہ ہم تو ان بتوں کی پوجا نہیں کرتے بلکہ صرف اس لئے کہ یہ ہمیں خدا تک پہنچاتے ہیں۔ لکھا ہے:" أَلَا لِلَّهِ الدِّينُ الْخَالِصُ وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ أَوْلِيَاءَ مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَا إِلَى اللَّهِ زُلْفَى"(59)اس کے بعد حرمت والے مہینوں کا تذکرہ ایک شعر میں کیا ہے۔ أَلَسْنَا النَّاسِئِينَ عَلَى مَعَدٍّ... شُهُورَ الْحِلِّ نَجْعَلُهَا حَرَامَا؟(60)اس کے بعد اوس بن تمیم السعدی کے اشعار نقل کئے ہیں:

لَا يَبْرَحُ النَّاسُ مَا حَجُّوا مُعَرَّفَهُمْ... حَتَّى يُقَالَ أَجِيزُوا آلَ صَفْوَانَا (61)

اس کے بعد مصنفہ نے عبد المطلب کے نذر کا واقعہ بیان کیا ہے جو کہ تقریباً ہر سیرت کی کتاب نے کچھ تبدیلیوں کے ساتھ نقل کیا ہے اور پورا واقعہ بیان کیا ہے کہ کس نذر کے بعد ان کی نکاح بنو زہرہ میں سیدہ آمنہ کے ساتھ ہوئی۔ پھر آپ کی پیدائش، رضاعت اور جوانی کے واقعات خصوصاً حلف الفضول وغیرہ اس طرح تمام واقعات ہجرت سے ماقبل تک بیان کی ہیں۔([62]) اس کے بعد "في دار الهجرة" کا عنوان شروع ہوتا ہے جس کی ابتداء آیت قرآنی سے کیا ہے: "إِلَّا تَنْصُرُوهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللَّهُ إِذْ أَخْرَجَهُ الَّذِينَ كَفَرُوا ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا فَأَنْزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَيْهِ وَأَيَّدَهُ بِجُنُودٍ لَمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِينَ كَفَرُوا السُّفْلَى وَكَلِمَةُ اللَّهِ هِيَ الْعُلْيَا وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ "([63]) اس عنوان کے تحت مصنفہ نے نبی کریم کی سیرت کا بقیہ حصہ یعنی ہجرت سے وصال تک کے واقعات مختصراً اور اشارۃً بیان کی ہیں۔ نبی کریم سے اپنی محبت اور عقیدت کا اظہار کیا ہے۔ مصنفہ نے یہ واقعات تو بیان کئے ہیں تاہم کسی کتاب کا حوالہ نہیں حالانکہ سیرت النبی کے یہ واقعات سیرت کی کتابوں میں موجود ہیں۔ اس عنوان کا خاتمہ نبی کریم کی وفات پر کرتے ہوئے قرآنی آیت پیش کی ہیں: "وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِنْ مَاتَ أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلَى أَعْقَابِكُمْ "([64]) اور " سَلَامٌ هِيَ حَتَّى مَطْلَعِ الْفَجْرِ "([65]) مصنفہ نے اگلا عنوان "عود على بدء" دیا ہے اور اس کی ابتداء قرآنی آیت سے کیا ہے: " إِنَّ هَذِهِ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً"([66]) اس عنوان کے تحت مصنفہ نے واپسی کے سفر کی بات ہے تاہم عورتوں کی تعلیم پر خصوصاً بات کی کہ سعودی عرب کے شہر جدہ میں ملک عبد العزیز نے یونیورسٹی بنائی ہے جس میں خواتین کے اعلیٰ تعلیم کے مواقع موجود ہیں۔ اگلا عنوان "من وحي الملتقى" دیا ہے جس کی ابتداء قرآنی آیت سے کی ہے: " وَأَذَانٌ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ إِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْأَكْبَرِ "([67]) مصنفہ نے اس عنوان اور آنے والے عنوان "أغنية للعيد" کو اشعار پر ختم کیا ہے۔ اس کے بعد کتاب کا آخری عنوان "رسالة العيد۔۔۔من جنود الجبهة، الى حجاج الموسم" ہے، اسے بھی اشعار پر ختم کیا ہے۔

کتاب: ارض المعجزات کے امتیازات وخصائص: یہ کتاب مصنفہ بنت شاطئی کی دینِ اسلام سے والہانہ عقیدت ومحبت کا ایک مظہر ہے۔ اس میں مصنفہ اپنا سفر نامہ بیان کرتی ہیں مگر ان کا اندازِ بیان تخیلاتی ہے۔ جس جس مقام سے مصنفہ گزرتی ہیں اس کتاب میں اس کا تذکرہ ایک جاذب انداز میں کرتی ہیں۔ اس کتاب کا اندازِ بیان اس طرح ہے کہ قاری کو ایک ایک مقام کی سیر کے ساتھ ساتھ قاری کو تاریخ کے گوشوں میں لے جاتی ہے کہ کس طرح نبی کریم نے اس علاقے میں زندگی گزاری۔ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں کس طرح اپنے روز وشب گزارے۔[68] مصنفہ نے اپنا سفر نامہ بیان کرنے کے ساتھ ساتھ عربوں کی تاریخ بھی بیان کی ہے اور جہاں جہاں انہیں ضرورت ہوئی قرآن وحدیث سے استدلال بھی کیا ہے۔ گویا یہ کتاب تاریخ بیان کرنے والی بھی ہے۔ اور مصنفہ اسلامی تاریخ کی ماہر ہیں کیونکہ وہ اسلامی تاریخ کے کسی بھی واقعہ سے موجودہ واقعے کو جوڑتی ہیں۔ کبھی کبھی مصنفہ اقوامِ سابقہ اور آثارِ قدیمہ کا تذکرہ کرتی ہیں جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ مصنفہ ایک ماہرِ آثارِ قدیمہ ہیں جس کی مثالیں اس کتاب میں موجود ہیں۔ مصنفہ کے نظر میں چونکہ پوری اسلامی تاریخ ہے لہٰذا جہاں

ضروری سمجھتی ہیں اس کتاب متعلقہ واقعات بھی بیان کرتی ہیں۔ تاریخ کے ساتھ ساتھ مصنفہ موجودہ حالات اور جغرافیہ سے بھی باخبر ہیں کہ وہ سعودی عرب کی جغرافیہ پر بھی بات کرتی ہیں گویا کہ وہ ایک ماہر جغرافیہ دان ہیں۔ مصنفہ نے ہر ہر عنوان کے لئے قرآنی آیات اور احادیث پیش کی ہیں جو کہ مصنفہ کا ایک خاصہ ہے۔ مصنفہ نے جگہ جگہ مختلف شعراء کے اشعار بھی نقل کئے ہیں۔ کبھی جاہلی شعراء کے اشعار کبھی جدید شعراء کے۔ مصنفہ کبھی شعراء کے نام لے کر اشعار نقل کرتی ہیں تو کبھی صرف شاعر کا قول کہہ کر اشعار نقل کرتی ہیں۔

مصنفہ نے مستشرق بودلی کی کتاب "الرسول" سے بھی استفادہ کیا ہے لہذا اس کے حوالہ جات بھی جگہ جگہ ذکر کرتی ہیں۔ مصنفہ نے ملک عبد العزیز کی حکومت میں آنے اور پھر اس کے تاریخی واقعات بھی بیان کئے ہیں۔ ملک عبد العزیز کی مذہبی، معاشی اور معاشرتی اصلاحات کا تذکرہ تفصیل کے ساتھ کیا ہے خصوصا 1930ء میں سعودی عرب میں تیل کی دریافت اور امریکہ سے سعودی عرب کے تعلقات اور اس کے بعد کی تبدیلیوں پر تفصیلی بات کی ہے۔ اس واقعے سے معلوم ہوتا ہے کہ مصنفہ صرف قدیم علوم ہی نہیں جانتی بلکہ جدید معیشت اور عربوں کی معاشرت پر بھی ان کی نظر ہے اور ایک ماہر کی حیثیت سے ان پر تبصرہ کرتی ہیں۔ مصنفہ نے جگہ جگہ متقدمین علماء کی خدمات اور ان کے مختلف کتب سے حوالہ جات دی ہیں۔ مثلاً علامہ جلال الدین السیوطی کی کتاب المزھر فی علوم اللغۃ وغیرہ۔ مصنفہ نے سیرت النبی کے واقعات کی طرف اشارہ کیا ہے اور نبی کریم کی قبل از پیدائش سے وصال النبی تک کا ایک ایک واقعہ اپنے الفاظ میں مختصرا اس طرح بیان کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مصنفہ ایک بہترین سیرت نگارہ ہے کیونکہ مسلمان سیرت نگاران کے علاوہ انہوں نے مستشرقین کے نقطہ نظر کو بھی پڑھا اور جانچا ہے خصوصا ہٹی، کارلائل اور بودلی کا تذکرہ کرتی ہیں۔

خلاصہ بحث: بنتِ شاطئ مصر کی ایک مشہور مصنفہ ہیں۔ جامعہ الازہر اور جامعہ القرویین میں پروفیسر کی حیثیت سے خدمات سرانجام دیں۔ اپنے استاد اور شوہر امین الخولی سے قرآنیات میں استفادہ کیا۔ عربی زبان وادب کی ماہر ادیبہ اور شاعرہ ہیں۔ زیرِ نظر کتاب مصنفہ کا ایک سفرنامہ ہے جو انہوں نے سعودی عرب کی سفر کی۔ مصنفہ نے اپنی روداد ایسے انداز میں بیان کی ہے کہ یہ صرف ایک سفرنامہ نہیں بلکہ تاریخ وثقافت کی ایک کتاب لگتی ہے۔ مصنفہ نے ابتداء میں عرب قوم کی تہذیب وثقافت اور اس کی خصوصیات بیان کی ہیں۔ جس جگہ جاتی ہیں وہاں کی پوری تاریخ بیان کرتی ہیں خصوصا عربوں کے آباواجداد حضرت ابراہیم واسماعیل علیہم السلام کے واقعات کا تفصیلی تذکرہ کرتی ہیں۔ اسی طرح بیت العتیق یعنی خانہ کعبہ کے احوال بیان کرتی ہیں۔ مصنفہ جن جن افراد کے ساتھ اس سفر میں ملی، ان کا تزکرہ بھی کیا ہے خصوصا ادباء وشعراء پر تبصرہ ضرور کرتی ہیں۔ کتاب میں جگہ جگہ قرآنی آیات، احادیث مبارکہ، اشعار وغیرہ کا تذکرہ کرتی ہیں۔ مسلمان تاریخ دانوں اور سیرت نگاروں کے علاوہ مستشرقین کا تذکرہ بھی کرتی ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مصنفہ ایک منجھی ہوئی محققہ ہیں جن کی نظر نہ صرف قدیم تاریخ پر ہے بلکہ جدید محققین اور ان کی تحقیق سے بھی باخبر ہیں۔ ایک عالمہ فاضلہ، ادیبہ، شاوعرہ اور مانی ہوئی مصنفہ

ہیں۔ زیرِ نظر کتاب بھی اہلِ بیت کی ایک بہادر خاتون السیدہ زینب بنت علیؓ کے متعلق ہے۔ ان کی پیدائش نبی کریم کے زمانے ہی میں ہوئیں اور واقعہ کربلا میں آپ اپنے بھائی حضرت حسین بن علیؓ کی مدد کے لئے بنفس نفیس موجود تھیں بلکہ اپنی اولاد کو بھی ان کی مدد کے لئے پیش کیا۔ اس کتاب میں مصنفہ نے نہ صرف واقعہ کربلا کو بیان کیا ہے بلکہ اس کے پسِ منظر میں ہونے والے تمام واقعات بھی بیان کئے ہیں۔ اس کے علاوہ دیگر موضوعات جو اس واقعے سے بلواسطہ یا بلا واسطہ متعلق ہیں، مصنفہ نے بیان کیں ہیں اور جگہ جگہ اپنی رائے بھی پیش کی ہے۔ یہ کتاب ایک طرف واقعہ کربلا بیان کرتا ہے تو دوسری طرف حضرت زینب کا کردار اور ان کی بہادری بھی ظاہر کرتی ہیں کہ بنوہاشم کی اس شہزادی نے کس جرأت سے اس کا مقابلہ کیا۔ مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ تک اور پھر کوفہ تک کا سفر اور ان کی تکالیف وصعوبتیں آپ نے اپنے خاندان سمیت برداشت کرکے ایک بہادر اور جرأت مند خاتون ہونے کا ثبوت دیا۔ مصنفہ اس کتاب میں قرآن وحدیث کے علاوہ سیرت نگاروں کے اقوال، تاریخ دانوں کے اقوال اور ان کی رائے اور مستشرقین کی آراء بھی پیش کرتی ہیں جو اس بات کا ثبوت ہے کہ آپ ایک عالمہ اور فاضلہ خاتون ہیں۔ بحیثیت ادیبہ اور شاعرہ مصنفہ نے مختلف شعراء کے اشعار جگہ جگہ بیان کئے ہیں۔ اس کتاب کا ہر عنوان اور اس کے الفاظ مصنفہ نے ایک نئے انداز میں بیان کی ہیں۔

حواشی وحوالہ جات

[1] ۔ سورہ ابراہیم:37

[2] ۔ سورہ البقرہ:129

[3] ۔ سورہ الرحمن:2؛ بنت شاطی، دکتورہ عائشہ عبدالرحمن، ارض المعجزات، 1392ھ /1972ء، دارالمعارف، قاہرہ، ص9

[4] ۔ سورہ البقرہ:185

[5] ۔ سورہ العلق:5

[6] ۔ سورہ الحج:27

[7] ۔ بنت شاطئ، ارض المعجزات، ص19؛ العکبری، ابو البقاء عبداللہ بن الحسین البغدادی، شرح دیوان المتنبی، محقق: مصطفی السقا/ ابراہیم الابیاری، دار المعرفہ -بیروت، ج1، ص185؛ البغدادی، عبدالقادر بن عمر (1093ھ)، خزانۃ الادب ولب لباب لسان العرب، شرح عبدالسلام محمد ہارون، مکتبہ الخانجی، قاہرہ، 1418ھ /1997ء، ج6، ص170

[8] ۔ حموی، ابو عبداللہ یاقوت بن عبداللہ، معجم البلدان، دار احیاء التراث العربی، بیروت، 1418ھ /1979ء، ج4، ص378۔ ایضا۔ بنت شاطئ، ارض المعجزات، ص92

[9] ۔ بنت شاطئ، ارض المعجزات، ص14

[10] ۔ بنت شاطئ، ارض المعجزات، ص21

[11] ۔ الدکتور جواد علی، المفصل فی تاریخ العرب قبل الإسلام،، دارالساقی، بیروت 1422ھ-/ 2001ء، ج12، ص297۔ بنت شاطئ، ارض المعجزات، ص19

[12] ۔ أبوزید بکر بن عبداللہ، المدخل المفصل لمذھب الإمام أحمد وتخریجات الأصحاب، دار العاصمة، جدة، 1417ھ/1997ء-ج1، ص22

[13] ۔ بنت شاطئ، ارض المعجزات: ص53

[14] ۔ بنت شاطئ، ارض المعجزات، ص57

[15] ۔ بنت شاطئ، ارض المعجزات، ص7

[16] ۔ بنت شاطئی، ارض المعجزات، ص 11

[17] ۔ بنت شاطئی، ارض المعجزات، ص 19

[18] ۔ أبو عثمان عمرو بن بحر الجاحظ، حیات الحیوان، دار الجیل، لبنان، 1416ھ /1996ء، ج 1، ص 328

[19] ۔ بنت شاطئی، ارض المعجزات، ص 26

[20] ۔ بنت شاطئی، ارض المعجزات، ص 27

[21] ۔ بنت شاطئی، ارض المعجزات، ص 35

[22] ۔ بنت شاطئی، ارض المعجزات، ص 39

[23] ۔ بنت شاطئی، ارض المعجزات، ص 45

[24] ۔ بنت شاطئی، ارض المعجزات، ص 51

[25] ۔ بنت شاطئی، ارض المعجزات، ص 57

[26] ۔ بنت شاطئی، ارض المعجزات، ص 63

[27] ۔ بنت شاطئی، ارض المعجزات، ص 91

[28] ۔ بنت شاطئی، ارض المعجزات، ص 101

[29] ۔ بنت شاطئی، ارض المعجزات، ص 113

[30] ۔ آپ کا پورا نام ابو عبیدہ معمر بن المثنی البصری ہیں۔ لغویین اور نحویین میں سے ہیں۔ بنو تمیم کے مولیٰ تھے۔ دوسری صدی ہجری کے عرب علماء کرام میں سے ہیں۔ ابن حجر نے صدوق اخباری کہا ہے جبکہ بعض نے خارجی قرار دیا ہے۔ 208ھ میں وفات پائی۔ سیر اعلام النبلاء، ج 9، ص 445، رقم: 168

[31] ۔ عرب کے قبیلہ طئی کے مشہور جاہلی شاعر تھے۔ اپنی جو دو سخاوت کی وجہ سے پورے عرب میں شہرت پائی۔ یہ سخاوت انہیں اپنی ماں سے وراثت میں ملی تھی۔ الشعر والشعراء، ج 2، ص 988

[32] ۔ بنت شاطئی، ارض المعجزات، ص 20؛ ابو بکر محمد زکریا، الشرک فی القدیم والحدیث، مکتبۃ الرشد للنشر والتوزیع، ریاض-سعودی عرب، 1421ھ /2000ء، ج 1، ص 546

33 ۔ آپ کا نام زیاد بن میمون ہے۔ ابن ابی خیثمہ نے التاریخ الکبیر میں زیاد بن معاویہ لکھا ہے۔ مشہور شاعر تھے۔ ابو عبد اللہ محمد بن سلام (232ھ)، طبقات فحول الشعراء، محقق: محمد شاکر، دار المدنی، جدہ، س۔ن، ج 1، ص 123، رقم: 142؛ ابن ابی خیثمہ، ابو بکر احمد بن ابی خیثمہ (279ھ)، التاریخ الکبیر (تاریخ ابن ابی خیثمہ، تحقیق: صلاح بن فتحی ہلال، الفاروق الحدیثۃ للطباعۃ والنشر، قاہرہ، 1427ھ /2006ء، ج 1، ص 582، رقم: 2419

[34] ۔ سورہ الفجر: 8

[35] ۔ سورہ الذاریات: 441

[36] ۔ سورہ الاحقاف: 25

[37] ۔ سورہ الفجر: 9

[38] ۔ سورہ ھود: 67

[39] ۔ سورہ سبا: 15

[40] ۔۔ سورہ البقرہ: 125

[41] ۔ عبد اللہ عبد الجبار، قصۃ الادب فی الحجاز، مکتبہ الکلیات الازھریہ، س۔ن، ج 1، ص 511

42 ۔ بنت شاطئی، ارض المعجزات، ص 26؛ السیوطی، عبد الرحمٰن بن ابی بکر (911ھ)، المزھر فی علوم اللغۃ وانواعھا، تحقیق: فواد علی منصور، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1418ھ /1998ء، ج 1، ص 188

43 ۔ بنت شاطئی، ارض المعجزات، ص 26؛

44 ۔ بودلی، الرسول بحوالہ بنت شاطئی، ارض المعجزات، ص 26

[45] ۔حافظ وھبہ، جزیرۃ العرب، ص308بحوالہ بنت شاطئ، ارض المعجزات، ص41،42،43

[46] ۔بنت شاطئ، ارض المعجزات، ص47

47 ۔سورہ الجاثیۃ:13

48 ۔سورہ ابراہیم:37

[49] ۔بنت شاطئ، ارض المعجزات، ص91

[50] ۔تاریخ کی اکثر کتابوں نے اس واقعے کو نقل کیا ہے کسی نے ان ہی الفاظ میں اور کسی نے ان الفاظ سے ذرا مختلف تاہم مضمون تقریبا یہی ہے۔ بنت شاطئ، ارض المعجزات، ص93؛المغراوی، ابو سھل محمد بن عبد الرحمٰن، موسوعۃ مواقف السلف فی العقیدۃ والمنھج والتربیۃ، المکتبۃ الاسلامیہ للنشر والتوزیع، قاہرہ-مصر، س۔ن، ج5، ص152

[51] ۔بنت شاطئ، ارض المعجزات، ص95؛الطبرانی، ابو القاسم سلیمان بن احمد، المعجم الکبیر، تحقیق: د/سعد بن عبد اللہ وغیرہ، دار الحجر، بیروت، 1427ھ/2006ء، ج21، ص61، رقم:49

[52] ۔سورہ ابراہیم:37

[53] ۔سورہ الحج:37

[54] ۔سورہ الحج:32

[55] ۔سورہ البقرہ:125

56 ۔سورہ البقرہ:127

57 ۔سورہ الحج:26

58 ۔بنتِ شاطئ، ارض المعجزات، ص103؛سیرت ابن ہشام، ج1، ص115؛تاریخ الطبری، ج2، ص285؛الطبقات الکبری میں ابن سعد نے ذرا مختلف الفاظ میں نقل کیا ہے۔

[59] ۔سورہ الزمر:3

[60] ۔سیرت ابن ہشام، ج1، ص45

[61] ۔بنتِ شاطئ، ارض المعجزات، ص105؛سیرت ابن ہشام، ج1، ص121

[62] ۔ بنت شاطئ، ارض المعجزات، ص105؛یہی واقعہ تقریبا ہر کتابِ سیرت نے کچھ تبدیلیوں کے ساتھ نقل کیا ہے دیکھئے: سیرت ابن اسحاق، ج1، ص32؛ سیرت ابن ہشام، ج1، ص151؛دلائل النبوہ، ج1، ص98؛السہیلی، لروض الانف، ج2، ص84؛الشامی، سبل الہدی والرشاد، ج1، ص244؛ہیکل، حیاتِ محمد، ج1، ص73

[63] ۔بنت شاطئ، ارض المعجزات، ص111سورہ التوبہ:40

[64] ۔سورہ آلِ عمران:144

[65] ۔بنت شاطئ، ارض المعجزات، ص119؛سورہ القدر:5

[66] ۔سورہ الانبیاء:92

[67] ۔ سورہ التوبہ:3

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.